بسم اللہ الرحمن الرحیم

عنوان: زندگی میں اپنی جائیداد اولاد میں تقسیم کرنا		
کتاب: ہبہ	باب: زندگی میں جائیداد کی تقسیم	فصل:۔
فتوی نمبر: 549	تاریخ: 17 ربیع الاول 1448ھ / 31 اگست 2026ء	

سؤال: میں اقبال علی خان ولد عثمان علی خان (مرحوم) آپ کی خدمت میں کچھ گذارش کرنا چاہتا ہوں، میں اپنی زندگی میں اور بیوی کی موجودگی میں اپنی اولادوں میں اپنی جائیداد اور رقم ترکہ کرنا چاہتا ہوں، میری والدہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ میری اولادوں میں 6 بچے ہیں، تین لڑکے اور تین بیٹیاں ہیں اور سب اللہ تعالی کے فضل و کرم سے حیات ہیں۔

سب رقوم ملا کر اس وقت 59 لاکھ روپے بنتی ہے میں اس وقت پینشنرز ہوں اور اس رقم کے کے ترکہ کرنے کے بعد جو رقم پینشن ملتی ہے، کیا اس میں ان کا حق ہو گا؟ اس کی شرعی تقسیم کس طرح ہو گی؟

سائل: اقبال علی خان سی 302 بلاک 10 رابعہ پیٹل کراچی 03232828913

الجواب حامداً و مصلیاً و مسلما

واضح رہے کہ والد کی زندگی میں اس کے مال اور جائیداد میں اس کی اولاد کا شرعاً نہ تو کوئی حق ہوتا ہے اور نہ ہی اولاد اس کا مطالبہ کر سکتی ہے، لہذا صورت مسؤلہ میں سائل کی زندگی میں اس کے مال اور پینشن میں اس کی اولاد کا کوئی حق نہیں ہے، البتہ اگر سائل اپنی خوشی سے اپنی جائیداد اپنی زندگی میں اولاد کے درمیان تقسیم کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے اور اس کو شرعاً ھدیہ (گفٹ) کہا جاتا ہے، یہ وراثت نہیں ہوتی اور نہ ہی اس پر وراثت کے احکام لاگو ہوتے ہیں۔

زندگی میں جائیداد تقسیم کرنے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ سائل اپنی جائیداد میں سے اپنے لئے اور اپنی اہلیہ کے لئے جتنا چاہے حصہ رکھ لے تاکہ ضرورت کے وقت کام آسکے، بقیہ تمام اولاد (لڑکے اور لڑکیوں) میں برابری کی بنیاد میں تقسیم کر دے، کسی کو کم یا زیادہ نہ دے، البتہ اگر کوئی اولاد زیادہ محتاج اور غریب ہو، یا زیادہ خدمت گار ہو یا دوسروں کی بنسبت زیادہ دین دار ہو تو اس کو دوسروں کی بنسبت زیادہ دیا جا سکتا ہے لیکن اس میں دوسری اولاد کو نقصان پہچانے کی نیت شامل نہ ہو۔

دارالافتاء مدرسہ عارف العلوم

حدیث شریف میں ہے

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، يُحَدِّثَانِهِ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أَبَاهُ أَتَى بِهِ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنِّي نَحَلْتُ ابْنِي هَذَا غُلَامًا كَانَ لِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهُ مِثْلَ هَذَا؟» فَقَالَ: لَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «فَارْجِعْهُ»

(صحیح المسلم، کتاب الھبات، باب کراھۃ تفضیل بعض الأولاد فی الھبۃ 3 / 1241 رقم الحدیث 1623 ط دار احیاء التراث العربی بیروت)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد مجھے حضور ﷺ کے پاس لے گئے اور میرے والد نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو اپنا ایک غلام ہدیہ میں دیا ہے تو آپ ﷺ نے سوال فرمایا کہ آپ نے اپنی سب اولاد کو اس طرح ہدیہ دیا ہے میرے والد نے انکار کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ پھر اپنے اس بیٹے سے یہ ہدیہ واپس لے لو۔

شرح النووی میں ہے:

وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ أَنَّهُ يَنْبَغِي أَنْ يُسَوِّيَ بَيْنَ أَوْلَادِهِ فِي الْهِبَةِ وَيَهَبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ مِثْلَ الْآخَرِ وَلَا يُفَضِّلَ وَيُسَوِّيَ بَيْنَ الذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَقَالَ بَعْضُ أَصْحَابِنَا يَكُونُ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ وَالصَّحِيحُ الْمَشْهُورُ أَنَّهُ يُسَوِّي بَيْنَهُمَا لِظَاهِرِ الْحَدِيثِ فَلَوْ فَضَّلَ بَعْضَهُمْ أَوْ وَهَبَ لِبَعْضِهِمْ دُونَ بَعْضٍ فَمَذْهَبُ الشَّافِعِيِّ وَمَالِكٍ وَأَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ مَكْرُوهٌ وَلَيْسَ بِحَرَامٍ وَالْهِبَةُ صَحِيحَةٌ

(کتاب الھبات، باب کراھۃ تفضیل بعض الأولاد فی الھبۃ 11 / 66 ط دار احیاء التراث العربی بیروت)

درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام میں ہے:

الْمَادَّةُ (1192) - (كُلٌّ يَتَصَرَّفُ فِي مِلْكِهِ كَيْفَمَا شَاءَ).

(الکتاب الاول، الباب الثالث، الفصل الاول 3 / 201 ط دار جیل)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

ولو وهب رجل شيئا لأولاده في الصحة وأراد تفضيل البعض على البعض في ذلك لا رواية لهذا في الأصل عن أصحابنا، وروي عن أبي حنيفة - رحمه الله تعالى - أنه لا بأس به إذا كان التفضيل لزيادة فضل له في الدين، وإن كانا سواء يكره وروى المعلى عن أبي يوسف - رحمه الله تعالى - أنه لا بأس به إذا لم يقصد به الإضرار، وإن قصد به الإضرار سوى بينهم يعطي الابنة مثل ما يعطي للابن وعليه الفتوى هكذا في فتاوى قاضي خان وهو المختار، كذا في الظهيرية.

(کتاب الھبۃ، الباب السادس الھبۃ للصغیر 4 / 391 ط رشیدیہ)

دار الافتاء
مدرسہ عارف العلوم (رجسٹرڈ)
ایس بی ۱۱، میٹرو ول ۲، اسکیم ۳۳
گلشن اقبال، کراچی

فتاوی محمودیہ میں ہے:

اپنی زندگی میں آپ پوری طرح مالک ہیں، آپ کو حق ہے کہ جس لڑکے لڑکی کو یا کسی غیر کو اپنی جائیداد وغیرہ کل یا جز جس طرح چاہیں دے دیں، مگر اس کا خیال رہے کہ کسی ہونے وراث کو نقصان پہوچانے کا ارادہ نہ ہو یہ ظلم اور گناہ ہے، اس کا خطرہ ہو تو سب لڑکے لڑکیوں کو برابر دیا جائے، کیونکہ وہ اولاد ہونے میں سب برابر ہیں، قصد ضرر نہ ہونے کی صورت میں کسی کے ضرورت مند ہونے یا کمانے سے عاجز ہونے یا زیادہ دین دار ہونے کی وجہ سے اس کو زیادہ دیا جائے تو یہ ممنوع نہیں۔

(کتاب الھبۃ16/497ط فاروقیہ)

والله سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب

دار الافتاء

مدرسہ عارف العلوم رجسٹرڈ کراتشی پاکستان